جلسہ سالانہ برطانیہ کے مہمانوں اور میزبانوں کو نصائح

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵؍جولائی ۱۹۸۸ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

احباب جماعت شاید یہ توقع رکھتے ہوں کہ میں اس خطبے میں بھی مباہلے کے اثرات سے متعلق کچھ گفتگو کروں گا۔ اگر چہ اس میں کچھ شک نہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک انتہائی روشن اور دشمن کو ذلیل ورسوا کر دینے والا نشان ظاہر ہوا ہے۔ جس سے تمام دنیا میں جماعت مومنین کے سینے خدا کی رضا سے لبالب بھر گئے ہیں لیکن یہ مضمون ابھی تشنہ رہے گا اگر آج میں اس موضوع پر گفتگو کروں کیونکہ مولویوں کی بوکھلاہٹ کے بہت سے قصے تو پہنچ چکے ہیں کچھ ابھی آنے باقی ہیں۔ کچھ اس مباہلے سے گریز کے لئے جوانہوں نے ہاتھ پاؤں مارنے ہیں ان کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں اور کچھ ابھی باقی ہیں اور خود اس معمے سے متعلق بھی ابھی کچھ اور پردے اٹھنے والے ہیں۔ اس لئے انشاءاللہ تعالیٰ اس موضوع پر میں جلسے کے موقع پر کسی وقت خطاب کروں گا۔

اس وقت حسب سابق روایات سلسلہ کے مطابق جلسہ سالانہ سے متعلق میں کچھ امور نصیحۃً آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ جلسہ بہت قریب آ گیا ہے اب یہ جمعہ وہ جلسے سے پہلے کا آخری جمعہ ہے اور مہمانوں اور میزبانوں دونوں کو کچھ ان کے فرائض، کچھ حقوق، کچھ ذمہ داریاں، کچھ اعلیٰ اخلاق کی باتیں یاد کرائی جاتی ہیں۔

سب سے پہلے تو مہمانوں سے متعلق میں آنے والے مہمانوں کو دوبارہ یاددلاتا ہوں کہ جہاں تک ان کے رشتے داروں کا تعلق ہے، ایسے قریبی مراسم کا تعلق ہے جو رشتہ داری کا ہی رنگ اختیار کر جاتے ہیں وہ جانیں اور ان کے میزبان جانیں اپنے سابقہ تعلقات کے مطابق جس طرح

چاہیں ان کے پاس ٹھہریں جتنی دیر چاہیں ان کے پاس ٹھہریں لیکن یہ خیال پھر بھی کر لیں کہ وہاں ہمارے ملک یعنی پاکستان میں مہمانوں کا رکھنا نسبتاً زیادہ آسان ہے اور ان ممالک میں مہمانوں کا رکھنا مشکلات پیدا کرتا ہے۔ گھر بھی چھوٹے ہیں اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ میاں بھی کام کرتا ہے، بیوی بھی کام کرتی ہے، بچوں کو بھی اپنے معیار کو قائم رکھنے کے لئے ماں باپ کے ہاتھ بٹانے پڑتے ہیں۔ اس لئے ان کے حقوق کا بہر حال ان کو بھی خیال رکھنا چاہئے۔ خواہ رشتہ دار یا عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔ جہاں تک دوسرے مہمانوں کا تعلق ہے۔ جن کا رشتہ احمدیت کا رشتہ تو ہے لیکن دوسرا رشتہ نہیں ان کو یادرکھنا چاہئے کہ مہمان نوازی کے فرائض تین دن تک تو مستند معلوم ہیں اور تین دن کے بعد اگر کوئی میزبان زیادہ رکھنا چاہے تو شوق سے ایسی درخواست کرسکتا ہے لیکن مہمان کا جہاں تک تعلق ہے اس کو خوشی کے ساتھ، شرح صدر کے ساتھ اس بات کو قبول کرنا چاہئے کہ اگر وہ جلسے کے بعد زیادہ دن ٹھہرنا چاہے تو یا تو جماعتی نظام کی طرف رجوع کرے یا پھر اپنا الگ انتظام کرے۔ جلسے کی مہمانی تو جماعت کا فرض ہے بہر حال۔ چند دن، جلسے کے جو تین دن ہیں اس کو تو ہم مہمانی کے دنوں میں شمار ہی نہیں کرتے اس لئے دو چار دن پہلے اور دو چار دن بعد تک یعنی تین دن سے زیادہ بلکہ تین گنا سے بھی زیادہ بڑھ کر جماعت احمدیہ ذمہ دار ہے کہ آنے والے مہمانوں کی سہولت کا ہر طرح کا خیال رکھے لیکن جو ذاتی طور پر کسی کے گھر ٹھہریں گے میں اس وقت ان سے مخاطب ہوں کہ ان کیلئے زیادہ تکلیف کا موجب بننا مناسب نہیں ہے۔ دوسرے یہاں چونکہ ملازموں کا رواج نہیں ہے اور اقتصادی لحاظ سے بھی لوگوں میں اتنی توفیق نہیں کہ گھر کے روزمرہ کے کاموں کے لئے وقتی مدد بھی کرائے پر حاصل کرسکیں۔ اس لئے مہمانوں کو جہاں تک ممکن ہو خوشی کے ساتھ میزبانوں کا ہاتھ بٹانے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ گند نہ ہو اور بے وجہ راتوں کی مجالس لگا کر زیادہ شور نہ ڈالیں کیونکہ یہاں رواج یہ ہے کہ اکثر گھر تو دونوں طرف سے ساتھ ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ دوسرے جو آپ کو بظاہر دیواریں نظر آرہی ہیں یہ ایک عارضی سی چیزیں ہیں بلکہ بعض تو ایسی نازک دیواریں ہوتی ہیں کہ اگر کوئی زور سے مکا مارے تو وہ دیوار کے پار نکل جاتا ہے۔ تو اس لئے خیال رکھیں کہ آپ کی باتوں کی آواز ہمسایوں تک ضرور پہنچتی ہیں اور بعض ہمسائے حوصلے والے ہوتے ہیں اور بعض ذرا تھڑ دلے بھی ہوتے ہیں اور ویسے بھی بہر حال حق تو ہر ایک کا ہے کہ اس کے

روزمرہ کے امن کی حفاظت کی جائے اور ہمسائیگی کے یہ حقوق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سمجھائے ہیں ان کی رو سے قطع نظر اس کے کہ کوئی اپنا حق منواتا ہے یا نہیں ہم نے اپنا فرض بہرحال ادا کرنا ہے اس لئے اچھے مہمان محض مقامی میزبانوں ہی کے لئے نہ بنیں بلکہ میزبانوں کے ہمسائیوں کے لئے بھی اچھے میزبان بنیں اور اس پہلو سے مسجد میں آنے والوں پر بھی ایک خاص ذمہ داری ہے۔

ہمارے اردگرد ماحول میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھے تعلقات ہیں لیکن بعض ایسے بھی ہیں جن سے ہر قسم کا حسن سلوک کر دیکھا لیکن ان کی بدخلقی نہ گئی اور وہ بہانے ڈھونڈتے ہیں اعتراض کے اور چھوٹی سے چھوٹی بات پر بھی خصوصاً عبادت کی وجہ سے لوگ اکٹھے ہوئے ہوں تو ان کو بہت تکلیف پہنچتی ہے۔ ایک آدھ ایسے دوست ہیں لیکن ہیں ضرور۔ اگر بے احتیاطی سے نمازوں کے بعد باہر مجالس لگائی جائیں اور اونچی آواز میں باتیں کی جائیں تو یہاں چونکہ مغرب اور عشاء کی نماز کے اوقات ایسے وقت میں ہوتے ہیں کہ جو ان لوگوں کے سونے کا اور آرام کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے ان کیلئے ایک جائز بہانہ ضرور ہے کہ اس پر وہ شور ڈالیں اور شکایت کریں۔ تو احباب جماعت جلسے سے پہلے بھی اور جلسے کے بعد بھی یہاں کثرت سے تشریف لائیں گے اور عموماً دلچسپیوں کا محور یہی مسجد فضل بنتی ہے اس لئے اس بات کا خیال رکھیں کہ جب منتشر ہوا کریں نماز کے بعد تو باہر کھڑے ہو کر مجالس نہ لگایا کریں۔ اگر ملنا ہے تو یہ بھی ایک اسلامی معاشرے کا حصہ ہے کہ اچھی دینی تقریبات کے بعد دوست محبتیں بڑھاتے ہیں، ایک دوسرے سے تعلقات باندھتے، پیار کی باتیں کرتے اور مومنانہ اخوت کو تقویت دیتے ہیں۔ ایسی صورت تو بالکل مذہب کی منشاء کے مطابق ہے لیکن اس رنگ میں یہ نہیں کرنا چاہئے کہ اس کی وجہ سے دوسروں کو تکلیف پہنچے اور اذیت کا موجب بنے چنانچہ امید ہے اس لحاظ سے بھی شائستگی اور سلیقے کو اختیار کریں گے اور مسجد فضل کے ماحول میں کوئی ایسا رویہ اختیار نہیں کریں گے جو جائز شکایت کا موجب بنے۔

شور کے علاوہ بھی بعض خاموش ایسے بہانے بن جاتے ہیں ان لوگوں کیلئے مثلاً کار کا غلط جگہ پارک کرنا یا سڑکوں پر ایسی جگہ کھڑے ہو جانا جہاں سے کاروں کے لئے گزرنے میں دقت پیدا ہوتی ہو اس کے متعلق بھی دراصل تو میں جیسا کہ بیان کیا یاددہانیاں ہیں کوئی نئی باتیں نہیں۔ یہ تمام

امور وہ ہیں جن کے متعلق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال سے زائد عرصہ ہوا کہ روشنی ڈال دی ہے، ہدایت فرما دی ہے۔ کوئی پہلو ہماری تہذیب اور تمدن کا ایسا نہیں جس پر آپ نے بڑی وضاحت کے ساتھ، بڑی عمدگی کے ساتھ کھول کھول کر روشنی نہ ڈالی ہو۔ چنانچہ سڑکوں کا حق بھی مقرر فرمایا ہے ان سڑکوں کے حقوق میں ایک یہ بھی ہے کہ آپ راستہ چلنے والوں کے لئے مشکل کا موجب نہ بنیں اور جو بھی ذمہ داریاں ہیں سڑک کی اپنی وہ ادا کریں، اس کے حقوق اس کو دیں۔ تو اس پہلو سے بھی ایک تو سڑکوں کو یہاں احتیاط سے استعمال کرنا چاہئے دوسرا ایک اور پہلو یہ ہے کہ وہ آپ کے اپنے لئے خطرہ کا موجب ہوگا۔ یہاں عام طور پر بااصول ٹریفک ہے اور جس موٹر ڈرائیور کا حق ہے کہ میں تیزی سے کسی جگہ سے گزروں وہ اس حق کو استعمال کرتا ہے۔ ہمارے جو تیسری دنیا کے ممالک ہیں ان کے والا حال نہیں ہے۔ اکثر تو آپ جانتے ہی ہیں لیکن بعض نئے بھی ہیں اس لئے میں مخاطب ہو رہا ہوں ان سب سے کہ یہاں تیسری دنیا کا حال نہیں ہے کہ کہیں سے اچانک گڈا نکل آیا، کہیں سے کوئی بچہ دوڑ پڑا اور کوئی ریڑھی والا سامنے آ گیا اس لئے ڈرائیور کو ہر وقت چوکنا رہنا پڑتا ہے۔ محتاط ہونا پڑتا ہے کہ کہیں اچانک کوئی چیز نمودار نہ ہو جائے۔ یہاں تو سڑکوں پر گدھے بھی نہیں آتے اچانک، اس لئے احتیاط کرنی پڑے گی۔ کوئی ڈرائیور احتیاط نہیں کرے گا اس کی احتیاط کے تقاضے مختلف ہیں وہ قانون نہ توڑے تو یہ اس کی احتیاط ہے لیکن اچانک اگر کوئی بچہ نکلے اور خدانخواستہ کوئی حادثہ ہو جائے یا آپ سڑک پر کھڑے ہوں اور تیزی سے مڑے تو اس کی ذمہ داری بہر حال کھڑے ہونے والے پر عائد ہوگی۔ سڑک کے سلسلے میں ایک مزید بات آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ گزشتہ سال ایک حادثہ بھی ہوا تھا موٹر کا بھی اور باہر سے آنے والا جو رائٹ ہینڈ ڈرائیونگ کا عادی تھا وہ یہاں لیفٹ ہینڈ ڈرائیونگ کا وقت کے اوپر عادی نہیں بن سکا اور ایسے موقع پر خصوصیت سے جب چوک آتے ہیں اس وقت انسان دھوکا کھاتا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ایک Round About پر ایک بڑا شدید حادثہ ہوا یہ اللہ تعالیٰ کا بہت فضل ہے کہ ہمارے اپنے احمدیوں کی بھی جانیں بچ گئیں اور جن سے ٹکر لگی تھی ان کی بھی جان بچ گئی اور معاملہ آرام سے رفع دفع ہو گیا لیکن کافی شدید چوٹیں آئیں بعض لوگوں کو۔ تو آنے والے خواہ وہ پاکستان سے آ رہے ہوں یا یورپ سے آ رہے ہوں اگر وہ ڈرائیونگ کے بہت ماہر نہیں ہیں تو ڈرائیونگ نہ کریں تو بہتر ہے اور اگر

ڈرائیونگ کرنی ہے تو بہت احتیاط اختیار کریں اور پھر اس سے پہلے وہ دعا جو قرآن کریم نے ہمیں سکھائی ہے اور جو حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سوار ہونے سے پہلے کیا کرتے تھے اس دعا کو یاد رکھیں سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۵﴾ (الزخرف:۱۴-۱۵) سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے ان سواریوں کو مسخر فرما دیا، ہماری خدمت پر مامور کر دیا اور باندھ کر ہمارے سامنے پیش کر دیا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ہم اپنی طاقت اور اپنی ہوشیاری سے ان کو قابو نہیں کر سکتے تھے وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اور ہم یقیناً خدا کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ سواری میں جو ایک خطرہ ہے ہلکا سا یہ آخر پر آیت نے اس کی طرف بھی اشارہ فرما دیا ہے کہ لوٹنا تو سب نے ہے اور ہر سوار بھی لوٹے گا اور با پیادہ بھی لوٹے گا لیکن اس سواری کے وقت خاص طور پر اس بات کو ملحوظ رکھ لینا کہ ایسے امکانات عام حالات سے نسبتاً زیادہ ہیں۔

اس دعا کے ساتھ اور پھر **رب کل شیٔ خادمک رب فاحفظنا وانصرنا وارحمنا۔** یہ دعائیں بھی اگر ورد زبان رہیں تو میں نے دیکھا ہے کہ عموماً اللہ تعالیٰ کے فضل سے سواریوں میں غیر معمولی حفاظت حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ جنگ عظیم کے بعد ایک احمدی پائیلٹ نے مجھے واقعہ سنایا اس نے کہا کہ میں جب بمباری کیلئے جایا کرتا تھا برما کے فرنٹ وغیرہ کی طرف تو ہمیشہ یہ دعائیں کر کے جاتا تھا اور تبرکاً ان دعاؤں کو جہاز پر پہلوؤں پر لکھ بھی لیا کرتا تھا۔ صرف ایک دفعہ میں بھولا ہوں اور اس دفعہ میرے جہاز کا حادثہ ہوا گولی لگی اور مجھے پھر قید رہنا پڑا۔ تو یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ مقدر تھا خدا کی تقدیر نے اسے بھلا دیا اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے اس وقت اس طرح اس حفاظت کے دائرے میں نہیں رہا جس طرح وہ دعا کے وقت رہا کرتا تھا۔ احمدی کی تو زندگی ہی دعا ہے اوڑھنا بچھونا، اٹھنا بیٹھنا دعا ہے۔ اس لئے مسافر اگر خواہ ڈرائیونگ کر رہے ہوں یا وہ کسی اور ڈرائیور کے ساتھ سواری میں بیٹھیں وہ اس بات کا خیال کریں۔

اس ضمن میں ایک افسوسناک اطلاع کے متعلق بھی تنبیہاً ذکر کر دیتا ہوں۔ پاکستان سے ایک دوست نے مجھے جلسے کے بعد واپس جا کر خط لکھا کہ یہاں وہ ایک سواری کے منتظر کھڑے تھے تو ایک صاحب نے کہا کہ چلیں میں جا رہا ہوں میرے ساتھ موٹر میں بیٹھ جائیں اور ہم سمجھے کہ

بڑا احسان کیا ہے، حسن سلوک کیا ہے۔ شوق سے جو دو چار ساتھی تھے سب بیٹھ گئے۔ آدھے رستے میں پٹرول پمپ پہ جب کار کھڑی کی اور کہا کہ جی پٹرول ڈلوانا ہے آپ پیسے دے دیں اور اس طرح ان کو مجبور کر دیا کہ پیسے وہ دیں اور وہ بتا رہے تھے کہ جتنا ہمیں جماعت کی طرف سے کرایہ دے کر جو انتظام مہیا ہوا تھا اس سے زیادہ ہمیں اس کے پیسے دینے پڑے۔ بڑی بد اخلاقی ہے اور اس کا بہت ہی گندا اثر اس پر پڑا۔

اس ضمن میں میں دو نصیحتیں کرنی چاہتا ہوں ایک آنے والے کو اور ایک یہاں رہنے والوں کو۔ جماعت انگلستان کے متعلق میں خود گواہ ہوں کہ خدا کے فضل سے مہمان نوازی کی نہایت اعلیٰ روایات پر قائم ہے اور بحیثیت جماعت اس پر کوئی حرف نہیں رکھا جا سکتا۔ انفرادی طور پر ایک آدھ مچھلی اگر گندی نکلتی ہے تو اس کو میں متنبہ کرتا ہوں کہ اپنی اس چھوٹی سی ذلیل سی حرکت سے ساری جماعت کو بدنام نہ کرے اور آنے والوں سے میں کہتا ہوں کہ شکایت کا وقت تو وہ ہوا کرتا ہے جب شکایت پیدا ہو۔ انہوں نے جماعت انگلستان کے خلاف ایک شکایت کی میں نے تحقیق کرائی تو پتا چلا کہ کوئی اتفاقی حادثہ ہوا ہے ورنہ خدا کے فضل سے جماعت انگلستان بالعموم ہرگز ملزم نہیں ہے لیکن ان لکھنے والے کے خلاف مجھے دو شکایتیں پیدا ہوئیں۔ اول یہ کہ یہاں موقع پر نہیں بتایا تا کہ اس وقت اعلان کیا جاتا اور نصیحت کر دی جاتی ہو سکتا ہے کہ کچھ اور لوگ بھی بچارے اسی طرح اس کے ستم رسیدہ بن گئے ہوں اور دوسری شکایت یہ کہ وہاں جا کر باتیں کی ہیں لوگوں میں اور نہایت گندا اثر ناجائز گندا اثر جماعت انگلستان کا وہاں پیدا کیا ہے۔ اب ہر ایک کے پاس تو جا کر یہ تو نہیں بتایا جا سکتا کہ غلط کہہ رہے ہیں یہ عام رواج نہیں تھا کوئی اتفاقاً آدمی ایسا بن گیا ہے لیکن جو لوگوں کے دلوں میں ایک میل پیدا ہوئی ہوگی وہ اس کے ذمہ دار ہیں۔ تو ناجائز حرکت کی جتنی شکایت یہاں کی ہے اس سے بڑے مجرم وہ خود ہیں کیونکہ ایک شخص نے کرایہ لے لیا کچھ بد اخلاقی سہی لیکن کسی جماعت کو بدنام کرنا اور اس کی شہرت کو داغ لگانا یہ چغلی بھی ہے اور انفرادی چغلی نہیں بلکہ جماعتی طور پر ایک جرم بن جاتا ہے۔

اس لئے آنے والے مہمان خواہ ان کو افراد سے شکایت ہو خواہ ان کو نظام جماعت سے شکایت ہو ان کو میں دعوت دیتا ہوں کہ یہاں موقع پر فوری طور پر افسر متعلقہ کو اطلاع کیا کریں۔ اگر افسر متعلقہ ویسا ردعمل نہ دکھائے جیسی وہ توقع رکھتے ہیں تو ہو سکتا ہے اس کی شکایت ہی غلط ہو اور ہو سکتا

ہے افسر متعلقہ نے آنکھیں بند کرلی۔ ہوں اس لئے میں یہ کہتا ہوں کہ اسی وقت وہ مجھے براہ راست اطلاع دیا کریں اور پرائیویٹ سیکرٹری کو فوری لکھ کر کہ یہ واقعہ ضرور پہنچاتا ہے آپ دے دیا کریں اور وہ مجھے ضرور پہنچ جائے گا لیکن واپس جا کر آپ کو کوئی حق نہیں ہے کہ یہاں کے نظام سے بھی فائدے اٹھائیں، مہمان نوازیوں سے بھی فائدے اٹھائیں اور پھر وہاں جا کر جماعت کی بدنامی کا موجب بنیں۔ اس سے بہتر اخلاق تو ایک ہندی کے دوہے میں ظاہر کئے گئے ہیں۔ مجھے دوہے کے پورے الفاظ یاد نہیں اس لئے میں اس کا ترجمہ بتاتا ہوں کہ ایک درخت کو آگ لگی ہوئی تھی تو اس کی ایک شاخ پر ایک پرندہ بیٹھا تھا۔ کہانی میں کسی راہ گیر نے گزرتے ہوئے اس پرندے سے پوچھا کہ درخت کو آگ لگ رہی ہے تمہیں خدا نے پر عطا کئے ہیں تم اڑ سکتے ہو کیوں اڑ نہیں جاتے۔ اس نے جواب دیا کہ اس درخت کے سائے میں میں رہا، یہاں میں نے گھونسلا بنایا۔ اس کے پتے گندے کئے اس کے پھل کھائے۔ اب میرا دھرم یہی ہے کہ اس کے ساتھ جل جاؤں۔ تو میزبان کے یہ حقوق تو بہر حال ہوتے ہیں۔ وہ خدمت کرتا ہے اگر اس میں کوتاہی بھی ہوگئی ہے تو اتنا سا تو اس کا پاس کریں کہ واپس جا کر بے وجہ اس کی بدنامی ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھیوں کی بھی بے وجہ بدنامی کا موجب بن جائیں۔ اس کی اسلام آپ کو اجازت نہیں دیتا اور پھر فوری شکایت کرنے کا تو فائدہ بھی ہے آگے اس کا ازالہ ہوسکتا ہے۔ لیکن واپس جا کے شکایتیں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں سوائے اس کے کہ آپ قرآن کریم کے اس حکم کی نافرمانی کررہے ہوں گے کہ وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا (الحجرات: ۱۳) کہ تم میں سے بعض کسی بعض کی چغلی نہ کریں اور مثال یہ دی کہ یہ تو ایسی بات کہ کسی مردہ بھائی کا گوشت کھانے والی بات ہے۔ تو ایک موقع پر شکایت یہ تھی کہ یہاں کھانا اچھا نہیں ملا گوشت اچھا نہیں ملا اور وہاں جا کر ایک جماعت میں یہ بات پھیلائی گئی۔ مجھے اس وقت اسی مثال کا خیال آیا کہ یہاں اچھا گوشت نہیں ملا اس نے جا کر مردہ بھائی کا گوشت کھانا شروع کر دیا۔ یہ تو کوئی عقل کی بات نہیں ہے اس لئے آنے والوں کو بھی اپنی ذمہ داری کو ادا کرنا چاہئے اور جو شکایات ہیں وہ بروقت متعلقہ افسران تک پہنچایا کریں۔

وہاں جلسہ گاہ میں چونکہ عام مہمانوں کا اکٹھا انتظام ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اس ضمن میں پوری کوشش کی جائے گی کہ ہر طرح سہولت مہیا ہو لیکن جانتے ہیں ساری جماعت کے افراد جو جلسوں میں

شامل ہوتے رہتے ہیں کہ اجتماعی انتظامات میں کوتاہیاں بھی ہو جاتی ہیں اس لئے صرف شکایت پر ہی نظر نہ رہے صرف نظر کا بھی خیال رکھیں اور عفو و مغفرت سے کام لیا کریں۔ سوائے ایسی بات کے کہ جس سے آپ کو خطرہ ہو کہ دوسروں کو شکایت پہنچتی رہے گی اس وقت آپ صرف اپنے ذاتی جذبہ انتقام کے نتیجے میں شکایت نہیں کر رہے ہوں گے بلکہ دوسرے بھائیوں کی سہولت کی خاطر کر رہے ہوں گے اور شکایت کی خاطر نہیں بلکہ ایک تکلیف کے ازالے کیلئے کر رہے ہونگے۔ اس لئے اس فرق کو ہمیشہ ملحوظ رکھیں۔ جہاں تک ذاتی تکلیف کا تعلق ہے آپ کو مغفرت کی عادت ڈالنی چاہئے، عفو کی عادت ڈالنی چاہئے اور جہاں تک نظام جماعت کو بہتر بنانے کا تعلق ہے اس ضمن میں ہر وہ ضروری اقدام کرنا چاہئے جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دن بدن نظام جماعت زیادہ بہتر زیادہ حسین ہوتا چلا جائے۔

وہاں صفائی کے متعلق خصوصیت کے ساتھ میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کیونکہ وہاں بھی علاقہ ہم پر نظر ڈالے ہوئے ہے اور نظر رکھتا ہے ہمیشہ اور کچھ ایسے لوگ بھی ہیں وہاں شروع میں زیادہ تھے اب رفتہ رفتہ بہت کم رہ گئے ہیں جن کو ہم پر کئی قسم کی بدظنیاں ہیں، ہمیں جانتے نہیں اس لئے ہزار بدگمانی ہے ان کو اور خصوصیت سے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم لوگ ایشیائی کلچر لیکر آتے ہیں جو گندی ہے اور جگہ جگہ چیزیں پھینکتے، ہڈیاں اچھالتے اور جو چیز ایک دفعہ پھینک دی پھر اس پر نظر دوبارہ نہیں کرتے کہ ہم اس کو اٹھائیں اور کسی جگہ سلیقے سے سمیٹ کر رکھیں۔ تو اس پہلو سے انتظامیہ کو وہاں میں نے تاکید تو بہت کی ہے، انشاء اللہ تعالیٰ مختلف جگہوں پر ایسے برتن لگا دے گی یا ایسے بڑے بڑے کنستر وغیرہ رکھ دے گی جن میں آپ اپنی گندی چیزیں پھینک سکتے ہیں لیکن اپنا سامان ضائع شدہ چیزیں یا استعمال شدہ برتن وغیرہ صرف وہ ہی نہ پھینکیں بلکہ دوسروں کے بھی پھینکیں یہ عادت ڈالیں کیونکہ یہ اس لئے ضروری ہے کہ جیسا کہ میں نے مسلسل اپنے جلسے کی تقاریر میں بیان کیا ہے کہ عدل اور احسان ایتاء ذی القربیٰ کے مضمون میں اسلام صرف عدل کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ احسان کی تعلیم دیتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ **اماطة الاذى عن الطريق** (ترمذی کتاب الایمان حدیث نمبر: ۲۵۳۹) یہ تکلیف دہ چیزوں کا رستوں سے اٹھانا اور دور کرنا یہ بھی ایمان کا حصہ ہے۔ تو یہ عدل کی نہیں بلکہ احسان کی تعلیم ہے۔ اس لئے اگر آپ اپنے استعمال شدہ برتن وغیرہ ڈبوں میں پھینکیں تو آپ عدل کر رہے ہوں گے سوسائٹی سے اگر

آپ دوسروں کی پھینکی ہوئی چیزیں اٹھا کر ان ڈبوں میں ڈالیں گے تو یہ آپ احسان کر رہے ہوں گے۔ ہر سوسائٹی میں عدل سے گرے ہوئے کچھ لوگ ہوتے ہیں اور احسان ہے جو ان خلاؤں کو پر کرتا ہے۔ اس لئے آپ احسان کے نمونے دکھائیں تا کہ اگر بعض کمزوروں سے کوتاہیاں ہوگئی ہیں یا کچھ ایسے ہیں جن تک آواز ہی نہیں پہنچتی یا ویسے ہی کم تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے دینی تربیت کی کمی کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ نصیحت ان تک نہیں پہنچی ہوئی تو ان کی کمی کو آپ پورا کر رہے ہوں گے اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ آپ کے ایمان کو بڑھا رہا ہوگا اور آپ کو اس نیکی کی جزاء عطا فرمائے گا۔

اس کے علاوہ اگر انگلستان کے کچھ دوست وہاں اپنے خیموں میں رہیں گے یا دوسرے ایسے انتظامات ہیں مثلاً ٹریلرز وغیرہ لے جا کر رہتے ہیں بعض دفعہ ان کو بھی چاہئے کہ اپنے ساتھ ایسی چیزیں خود لے جائیں جو وہاں لگا دیں، نصب کر دیں اور اگر انگلستان کی جماعت یہ عادت ڈالے کہ بعض جماعتیں اپنے ساتھ ایسے مواقع پر کچھ ایسی چیزیں یا ایسے برتن لے جایا کریں جو وہیں چھوڑ آیا کریں تو رفتہ رفتہ کثرت سے وہاں ایسے ڈبے مہیا ہو جائیں گے یا کنستر مہیا ہو جائیں گے کہ جو دن بدن لوگوں کے لئے سہولت مہیا کرتے رہیں گے۔ جتنے بھی زیادہ ترقی یافتہ معاشرے ہیں ان میں آپ یہ بات دیکھیں گے کہ وہاں کثرت سے ایسی سہولتیں مہیا ہوتی ہیں کہ آپ گندی چیز کو یا ضائع شدہ چیز کو ان میں پھینک دیں اور آپ کو کسی اور جگہ جا کر محنت کر کے یہ کام نہ کرنا پڑے۔ سہولت زیادہ ہو تو اس سے پھر صفائی کا معیار بھی بڑھ جاتا ہے۔ اگر جماعتیں انگلستان کی جماعتیں یہ رواج ڈالیں یا خدام الاحمدیہ وغیرہ یا لجنہ وغیرہ وہاں اپنی مجالس کرتی ہیں اس موقع سے اسلام آباد سے استفادہ ہوتا ہے تو ہر دفعہ کچھ نہ کچھ اسلام آباد کی مستقل بہتری کے لئے سامان وہاں پیچھے چھوڑ آیا کریں تو اچھی چیز ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ دن بدن اسلام آباد کی حالت بہتر ہوتی چلی جائے گی۔

ایک دفعہ پہلے بھی میں نے ذکر کیا تھا کہ بعض دفعہ باہر سے آنے والے قرض مانگتے ہیں میزبانوں سے یا دوسروں سے اور یہ عادت اچھی نہیں ہے۔ اگر کوئی حادثہ ہو گیا ہے اور اچانک ضرورت پیش آئی ہے تو سب سے پہلے ان کو جماعت کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور جماعت کی وساطت سے خواہ وہ قرض لیں یا جماعت ان کو مہیا کر دے۔ یہ ہر فرد کا کام نہیں ہے کہ آپ اس کے

پاس پہنچیں اور اس کو اپنی کہانی بیان کریں اس لئے اگر کوئی اس قسم کی کہانی بیان کر کے کسی فرد جماعت سے پیسہ مانگتا ہے تو اس کا فرض ہے کہ اس کے متعلق جماعت کو مطلع کرے اور اگر دینا چاہتا بھی ہے تو اس بات کو رجسٹر کروا کے وہ قرض دے۔ اس لئے بھی ضروری ہے کہ بعض دفعہ لوگ ایسے اجتماعات میں دھوکا دے کر لوگوں کو لوٹنے کے لئے آتے ہیں یا آتے ہیں ویسے ہی کسی غرض سے لیکن ساتھ لوٹنے کا شغل بھی جاری رکھتے ہیں۔ چنانچہ بہت سی جماعتوں میں دورہ کرتے وقت میں نے معلوم کیا ہے بیرونی جماعتوں میں کہ کئی ایسے ہیں بدفطرت لوگ جو باہر ملکوں میں نکلتے ہیں اور یہ استفادہ کرتے ہیں اپنے احمدیت کا نام بیچنے کی کوشش کرتے ہیں اور قرضے لے کر پھر غائب ہو جاتے ہیں پھر پتا ہی نہیں لگتا کہ گئے کہاں؟ بعض ان میں سے بعض معروف خاندانوں کا ذکر کرتے ہیں کہ ہم ان سے تعلق رکھتے ہیں اور بعض سلسلے کے بعض کارکنوں کا ذکر کرتے ہیں بہر حال کوئی نہ کوئی بہانہ تراش لیتے ہیں۔ تو جماعت کو اس قسم کے دھوکوں میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے۔ ایک نظام جماعت قائم ہے جو حادثات ہیں تو ان کی بالعموم ذمہ داری نظام جماعت کی ہے اس لئے وہ نظام جماعت سے رجوع کریں۔ تحقیق کی جائے گی اگر کوئی جائز ضرورت ہوگی تو اس کو پورا کیا جائے گا لیکن جو ویسے نکلے ہیں یہاں جلسے میں شامل ہونے کے لئے ان کو پتا ہونا چاہئے کہ کتنا خرچ ہوگا زادراہ نہ ہو تو قرآن کریم فرماتا ہے کہ حج کی بھی اجازت نہیں۔ حج کے لئے بھی زادراہ ہونا ضروری ہے۔ تو جلسہ تو کوئی ایسی ضروری چیز نہیں ہے اگر آپ کے پاس پورا زادراہ نہیں ہے تو نہ تشریف لائیں لیکن یہاں آکر پھر مانگیں یہ جائز بات نہیں ہے اور بسا اوقات یہ شکایتیں بعد میں پیدا ہوتی ہیں کہ جب واپس چلے گئے اور پھر خبر ہی نہیں لی کہ ہم نے کسی کا قرض ادا کرنا ہے۔ اس لئے ایسے دوست بھی اگر کوئی اس اعلان کے باوجود انگلستان کی جماعت سے یا باہر سے آنے والوں سے ایسا مطالبہ کرے تو ان کا فرض ہے کہ وہ نظام جماعت کو مطلع کریں کہ یہ صاحب ذاتی قرض مانگ رہے ہیں اور میں دینے پر آمادہ ہوں اور پھر اس کے بعد اگر وہ دیں اپنی ذمہ داری پر تو پھر نہ ملنے پر شکایت نہیں کرنی اور اگر ان کو خطرہ ہے کہ وہ نہیں دے گا تو نظام جماعت کے سپرد کریں وہ دے سکتا ہے تو دے گا نہیں تو نہیں دے گا اور پھر ان کی ذمہ داری ادا ہو جائے گی لیکن یہ میں نہیں چاہتا کہ ہر دفعہ لوگ غیر ذمہ داری سے خود اپنی رقمیں ضائع کریں اور بعد میں پھر میرے پیچھے پڑیں کہ جی فلاں آیا تھا پیسے کھا کے چلا گیا فلاں آیا تھا اس نے قرض واپس نہیں

کیا۔ساری دنیا کے قرضے میں کہاں سے پورے کرواسکتا ہوں اور اکثر میں نے دیکھا ہے اپنی غیر ذمہ داری سے لوگ اپنے پیسے پھنسا بیٹھتے ہیں۔

قرضوں کے علاوہ بھی ایسی تجارتی سکیموں میں جو دراصل دھوکے پر مبنی ہوتی ہیں اپنے پیسے پھنسا دیتے ہیں۔جن میں دراصل لالچ کا عنصر ہے جو ان کو دھوکا دیتا ہے۔اب عام طور پر آپ روپیہ اپنا لگائیں تو اس میں نقصان کا بھی خطرہ ہوتا ہے، فائدے کا بھی امکان ہوتا ہے لیکن عام دستور کے مطابق معقول حد تک لیکن اگر آپ کو یہ کہے کہ آپ مجھے ایک لاکھ روپیہ دے دیں اور ایسا عمدہ کاروبار مجھے ملا ہے کہ میں آپ کو پچیس ہزار روپیہ ماہانہ ادا کرونگا تو یا آپ پاگل ہیں جو اسے پیسے دے رہے ہیں اور دھوکے میں آرہے ہیں یا آپ کو کچھ پتا ہی نہیں۔ پھر اپنے پاگل پن کو جماعت کے اوپر کیوں ڈالتے ہیں۔حرص میں مبتلا ہو کے آپ دھوکا کھا گئے ہیں اس لئے پھر اس کو برداشت کریں یا عدالتوں میں گھومیں۔جماعت کا کام ایسا نہیں ہے کہ ایک لالچی شخص کو اس کے ضائع شدہ پیسے کو دلوانے میں کوشش اور مدد کرے۔روزمرہ کے معاملات میں غلطی ہو جاتی ہے دھوکا بھی ہو جاتا ہے وہ الگ بات ہے لیکن ایسے سودے جن میں واضح طور پر پیسہ دینے والا کسی حرص میں مبتلا ہو کر آنکھیں کھول کر جانتے ہوئے کہ عام دستور سے ہٹ کر ہونے والی بات ہے پھر دھوکا کھاتا ہے اس کی شکایتیں میرے پاس نہ کیا کریں سوائے اس کے کہ میں استغفار کروں آپ کے لئے اس سے زیادہ تو میں اور کوئی مدد نہیں کرسکتا۔بہرحال قرض کا معاملہ ہو یا لین دین کا اس میں جماعت کو ابھی اپنے معیار کو اور بلند کرنے کی ضرورت ہے۔ابھی انگلستان میں پیچھے واقعہ گزرا ہے۔اس وجہ سے بہت تلخی ہے اس بات کی۔ایک صاحب یہاں آئے اور لکھوکھہا پونڈز لوگوں سے لے کر اور اس کو ضائع کر کے اور کچھ دیر غائب ہوئے اور پھر پکڑے بھی گئے لیکن کچھ بھی نہیں ہوا،سب ضائع کر بیٹھے۔بعض آدمیوں نے ان کے متعلق مجھ سے پوچھا کہ یہ ہے۔جنہوں نے پوچھا میں نے کہا ہرگز نہیں،ایک آنہ بھی نہیں دینا کیونکہ جو تم باتیں بتا رہے ہو یہ خود قانون کے خلاف باتیں ہیں اس قسم کی تجارتیں ہوتی ہی نہیں دنیا میں اس لئے دھوکا ہے اس میں۔چنانچہ جنہوں نے نہیں دیئے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچ گئے اور بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کو مشورہ دیا گیا کہ نہیں دینا پھر بھی دے دیا اور بعد میں میرے پاس لائے اور کہا کہ جی وہ تو کھا گیا۔اس لئے دھوکے باز ہمیشہ لالچ کے ذریعے پھنساتے ہیں۔یہ یاد رکھیں جس

تجارتی کاروبار میں آپ کو غیر معمولی کشش نظر آئے وہیں آپ سمجھیں کہ خطرے کی گھنٹی بج گئی ہے۔ کوئی بات ضرور ہے جہاں محنت کرنی پڑتی ہے، جہاں عام دستور کے مطابق ہر قسم کے خطرات مول لینے پڑتے ہیں وہاں آپ خود ہی رک جائیں گے، وہاں آپ کی طبیعت آپ کے لئے گھنٹی بجائے گی کہ یہ بڑا مشکل کام ہے، کیوں پھنستے ہو خواہ مخواہ۔ اس لئے جہاں آپ کا دل بے اختیار آپ کو کہے گا کہ چھوڑ و مشوروں کو فوراً لے لو اس وقت موقع ہے، ہاتھ سے نہ نکل جائے، کل کو میں یہ نہ کہوں کہ اوہو اتنا اچھا موقع تھا ہاتھ سے ضائع گیا وہاں آپ سمجھیں کہ آپ ضرور کہیں ٹھوکر کھانے والے ہیں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ فضل کرے جماعت کو عقل دے۔ مالی لین دین میں ابھی ہمیں بہتر نمونے دکھانے کی ضرورت ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ کوئی آنے والا اس لحاظ سے پاکستان کی جماعتوں کو داغدار نہیں کرے گا۔

جہاں تک اجتماعی ذمہ داریوں کا تعلق ہے اس میں ایک سیکیورٹی ہے یعنی حفاظت کا انتظام اس میں صرف خلافت کی سیکیورٹی کا سوال نہیں بلکہ سارے نظام کی سیکیورٹی، ہر آنے والے کی سیکیورٹی، ہر میزبان کی سیکیورٹی اور چونکہ جماعت احمدیہ کے دشمن ہر طرف سے بڑی ظالمانہ نظروں سے جماعت کو دیکھ رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کے بڑھتے ہوئے فضلوں کے نتیجے میں ان کے حسد کا بڑھنا ایک طبعی امر ہے۔ اس لئے جوں جوں خدا فضل زیادہ فرماتا ہے ہمیں اپنی خود حفاظتی کے بہتر اقدامات کرتے رہنا چاہئے۔ اصل حفاظت تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے اس لئے سب سے پہلے سیکیورٹی میں دعا کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ جس طرح سواری کے وقت آپ دعا کرتے ہیں تو اس کے فائدے دیکھتے ہیں اس لئے اسی طرح سیکیورٹی میں بھی سب سے اچھا جو نظام ہے خود حفاظتی کا وہ دعا کا نظام ہے۔ دعائیں خصوصیت سے کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے اس جلسہ کو پرامن بنائے، ہر شرارت کرنے والے دشمن کی شرارت سے جماعت کو بچائے، اسے نامراد رکھے اور جہاں ہم سوئے ہوئے ہوں وہاں خدا کے حفاظت کرنے والے فرشتے ہماری حفاظت کر رہے ہوں لیکن کوشش یہ کریں کہ آپ خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں اور توکل کے وہ معنی اختیار کریں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہمیں سکھائے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا توکل یہ نہیں ہے کہ اونٹ کو کھلا چھوڑ دو اور پھر توکل رکھو دعا کرو کہ ٹھیک ہے اونٹ ضائع نہ ہو اور بھاگے نہیں یہ کوئی توکل نہیں، توکل یہ ہے کہ خود حفاظتی کی کوئی تدابیر

اختیار کرو اونٹ کا گھٹنا باندھو اور پھر توکل کرو کہ اگر کوئی شریر آ کر اس کو کھولنا چاہے تو اللہ تمہیں اس سے بچائے اور تمہارا مال ضائع نہ ہو۔(ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ حدیث نمبر:۲۴۴۱) تو خود حفاظتی کے لئے بھی یہی مضمون ہے۔ دعا کریں مگر اکیلی دعا پر توکل نہیں بلکہ دعا اور تدبیر دونوں کو ملا کر توکل کا مضمون مکمل ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے جو بھی اس کی رضا ہو اس پر ہم راضی ہیں۔ احمدیہ نظام حفاظت میں محض وہ لوگ کام نہیں کرتے جن کو اس مقصد کے لئے مقرر کر کے کہیں کہیں کھڑا کیا جاتا ہے یا بعض ذمہ داریاں سونپی جاتی ہیں۔ احمدیہ نظام حفاظت ہر دوسرے نظام سے ایک الگ نظام ہے۔ اس میں ہر فرد بشر ہر احمدی نظام حفاظت کا ایک جزو بن جاتا ہے وہ آنکھیں کھول کر رکھتا ہے، گردوپیش پر نظر ڈالتا ہے۔ دعائیں بھی کر رہا ہوتا ہے اور بڑی فراست کے ساتھ جائزہ لیتا ہے کہ کہیں کوئی ایسی بات تو نہیں ہوئی جو ان ہونی سی ہے جو غیر معمولی سی ہے اور فوراً اس کو نظر میں لا کر پھر خود براہ راست قدم نہیں اٹھاتا بلکہ متعلقہ نظام کی طرف رجوع کرتا ہے۔ براہ راست قدم کے متعلق یاد رکھیں کہ براہ راست قدم محض اس وقت ضروری ہے جبکہ مثلاً آگ لگ رہی ہے۔ اس وقت آپ یہ کہیں کہ جی ہم آگ بجھانے والا جو نظام ہے پہلے اس کی طرف جائیں گے پھر کوئی کارروائی کریں گے، یہ ایک بے وقوفوں والی بات ہوگی۔ بچہ گر رہا ہے حادثے کا شکار ہونے والا ہے، آپ دیکھ رہے ہیں مگر کہتے ہیں کہ نہیں میں پہلے اس کو بتاؤں گا جس کا کام بچوں کی حفاظت کرنا ہے۔ یہ تو جہالت ہے لیکن جہاں جہاں بھی آپ کو وقت اجازت دیتا ہے وہاں ضروری ہے کہ خود دخل دینے کی بجائے متعلقہ نظام سے بات کریں گے اور خود کم سے کم اتنا دخل دیں جس کے بغیر چارہ نہیں ہے جو وقت کا فوری تقاضا ہے۔ تو اس پہلو سے سیکیورٹی کا خیال رکھیں لیکن یہ بات پیش نظر رہے کہ جماعت احمدیہ کے جلسوں میں غیر از جماعت دوست بھی بہت آتے ہیں اور اس سال خصوصیت سے اطلاعیں مل رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے سالوں کی نسبت بہت زیادہ توجہ ہے جماعت کی طرف اور مولویوں کا جھوٹ جوں جوں کھلتا جا رہا ہے کئی ایسے لوگ جو بدظن تھے قریب بھی نہیں آنا چاہتے تھے اب توجہ کر رہے ہیں، رابطے بڑھا رہے ہیں۔ تو یہ نہ ہو کہ ہر اجنبی کو آپ دشمن سمجھ لیں اور ہر دشمن سے بدسلوکی شروع کر دیں۔ آپ کا کوئی دشمن نہیں ہے جب تک پہلے ثابت نہ ہو جائے کہ کوئی دشمن ہے۔ اس لئے احتیاط کے تقاضے اور ہیں اور اخلاق کے تقاضے اور ہیں لیکن یہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ اخلاق کا

تقاضا یہ بہر حال نہیں ہے کہ آپ بداخلاق ہو جائیں اور احتیاط کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ دوست کو دشمن بنالیں۔اس لئے اگر آپ کے سامنے کوئی اجنبی آتا ہے کہ میں جلسے میں شامل ہونا چاہتا ہوں تو ہرگز اس کے ساتھ بدخلقی نہیں کرنی ، بدکلامی نہیں کرنی اس کو نہیں کہنا کہ کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا آپ جائیے اپنے کام پہ ٹکٹ کہاں ہے، ٹکٹ دکھائیے۔آپ کا کام ہے اخلاق سے پوچھیں بتائیے کس طرح تشریف لائے کوئی واقف ہے یا نہیں ہے، پھر آپ تشریف رکھیں یا ان کو ساتھ لے جائیں۔ جہاں بھی متعلقہ انتظام ہے ان کے سامنے پیش کر دیں پھر ان کا کام ہے وہ ان کو سنبھالیں لیکن جو حق کی جستجو کے لئے آتا ہے اس کے ساتھ وہی سلوک ہونا چاہئے جو ایک معزز مہمان کے ساتھ سلوک ہوا کرتا ہے۔اس دوران میں اگر خدانخواستہ کوئی اور بات ہو تو ہم اس کے لئے بھی حاضر ہیں کیونکہ ہم اپنے اعلیٰ تقاضوں کو ادنیٰ تقاضوں پر قربان نہیں کر سکتے لیکن یہ فیصلہ کرنا کہ کون مہمان ہے اور کون بدنیت سے آیا ہے یہ آپ کا کام نہیں ہے ہر فرد بشر کا۔ یہ کام متعلقہ نظام کا ہے۔جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے آپ اخلاق کے تقاضے پورے کرتے ہوئے متعلقہ افراد تک ایسے دوستوں کو پہنچا دیا کریں پھر وہ آپ ہی سنبھالیں گے۔

جلسے کے دوران تقاریر سننے کے متعلق میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے پچھلے جلسے میں بھی یہ محسوس کیا تھا اور غالباً ذکر بھی کیا تھا کہ وہ مہمان جو اردو نہیں جانتے ، دنیا میں جہاں سے بھی آتے ہیں، اردو کے ترجمہ کا انتظام ہو یا نہ ہو جلسے کے دوران بڑے سلیقے کے ساتھ، بڑے صبر کے ساتھ پورا وقت پابندی سے وہاں حاضر رہتے ہیں اور اردو جاننے والے ہمارے دوستوں کا یہ حال ہے کہ ادھر انگریزی میں یا کسی اور زبان میں بات شروع ہوئی وہیں کپڑے جھاڑ کے اٹھ کھڑے ہوئے۔ پہلے تو کپڑے جھاڑنے کی ضرورت اتنی نہیں تھی کیونکہ کرسیوں پر بیٹھا کرتے تھے۔اس دفعہ زمین پہ بیٹھنا ہے آپ نے اور مجھے ڈر ہے کہ واقعی کپڑے جھاڑیں گے اور وہاں کیا حال ہوگا آپ سوچیں کہ اچانک ایک اردو کی تقریر ختم ہوئی انگریزی کی تقریر کرنے والا آیا ہے اور چونکہ اکثریت اردو دانوں کی ہوگی وہ کپڑے جھاڑتے ، شور مچاتے وہاں سے نکل کھڑے ہوں گے۔اس کے بہت سے بداثرات پیدا ہوتے ہیں۔ایک تو یہ کہ آنے والوں کے اخلاق پر آپ برا اثر ڈالتے ہیں۔انہوں نے نظام جماعت کو بہت عمدگی سے سمجھا ہے اور بڑے اعلیٰ پیمانے پر اسے اپنے ممالک میں قائم کیا ہے۔وہ جلسے کے

آداب سمجھتے ہیں، وہ اجتماعی حاضری کے آداب سمجھتے ہیں ان کو پتا ہے کہ ’’امر جامع‘‘ کے وقت جب تم اکٹھے ہوتے ہو تو بغیر اجازت کے تمہیں جانے کا حق نہیں ہے۔اس لئے وہ ان اعلیٰ اسلامی تقاضوں کو پورا کرتے ہیں اور آپ ان کو یہ پیغام دیتے ہیں کہ تمہیں کیا پتا گھر سے تو ہم آرہے ہیں۔مرکز جماعت کا تو وہاں ہے ہم تو یہی کیا کرتے ہیں کہ جب زبان سمجھ نہ آئے تو دوڑ جاؤ اٹھ کے اور کوئی پرواہ نہ کرو کہ اس سے کیا بد اثر پڑے گا لوگوں پر اور پھر آپ اس مقرر بچارے کے حال کا اندازہ کریں۔اس مقرر کا نام لیا جارہا ہے وہ کوشش کرتا ہے کہ میں جلدی پہنچ جاؤں تا کہ کچھ تو لوگ بچ جائیں اور دیکھتا ہے کہ بھگدڑ مچ گئی ہے اٹھ کر لوگ دوڑ رہے ہیں۔نہایت ہی برا اس کے اوپر نفسیاتی اثر پڑتا ہے۔اس بچارے کی تقریر سے پہلے ہی اس کا منہ خشک ہو جاتا ہے۔اس لئے کچھ حوصلہ کریں، اخلاق دکھائیں۔نہیں زبان سمجھ آتی تو استغفار کریں، ذکر الٰہی کریں، وہ وقت دعاؤں میں گزاریں آپ کو اس کا ثواب ملے گا اور اجتماعیت کی وجہ سے جو طاقت پیدا ہوئی آپ اس لطف میں شریک ہو جائیں گے۔

اجتماعیت میں ایک بڑی طاقت ہے اور بڑی برکت ہے اور دین کی خاطر جو اکٹھے لوگ بیٹھتے ہیں ان کے متعلق تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت ہی بشارات عطا فرمائی ہیں۔اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ اس پہلو سے آپ جو سن رہے ہیں ان کو جو غائب ہیں آگے یہ پیغام پہنچاتے رہیں گے اور اس بات کو اپنا اس دفعہ شعار بنالیں گے کہ عام نصیحت کے ذریعہ لوگوں کو اس طرف متوجہ کریں کہ جلسے کے حقوق ہیں وہ آپ نے ادا کرنے ہیں۔اتنی محنت کر کے اتنی تکلیف اٹھا کے بہت دور سے آرہے ہیں اور جلسے کی اجتماعی برکتوں سے محروم ہو کر واپس چلے جائیں یہ ٹھیک نہیں ہے۔اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ جلسے کے اوقات میں خواہ کسی کو کچھ سمجھ آتی ہے یا نہیں آتی وہ صبر کا پیکر بن کر وہاں نظم وضبط کا پیکر بن کر بیٹھا رہے گا اور اللہ تعالیٰ سے خیر و برکت کا امیدوار رہے گا۔

ذکر الٰہی کی بات چلی ہے تو جلسے کے دوران بھی اور جلسے کے بعد بھی ان سب ایام میں خصوصیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا نام بلند کریں اور درود بھیجیں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اس سے آپ دیکھیں گے کہ آپ کو بہت سے فوائد حاصل ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ اور اندرونی طور پر جلا نصیب ہوگی۔ذکر الٰہی اگر نمازوں سے باہر کرنے کی عادت ہو تو نمازیں بھی معمور ہوتی چلی جاتی ہیں اور اگر باہر عادت نہ ہو تو خشکی نمازوں کے اندر بھی سرایت کرنے لگ جاتی

ہے۔ یہ بات اچھی طرح یاد رکھیں کہ جس طرح عام زمیندارے میں تجارب ہیں ویسے ہی تجارب روحانی امور میں بھی حاصل ہوتے ہیں۔ جب اردگرد علاقہ خشک ہو جائے تو ایک کھیت کا پانی زیادہ دیر اس میں قائم نہیں رہا کرتا بڑی تیزی سے وہ سوکھتا ہے اور اگر اردگرد نمی ہو تو کھیت کا پانی بعض دفعہ دسیوں گنا زیادہ دیر تک وہاں قائم رہتا ہے اور ضائع نہیں ہوتا اس لئے ذکر الٰہی نمازوں کی حفاظت کے لئے بہت ضروری ہے۔ اپنے ماحول کو، نمازوں کے ماحول کو، اس کے گردوپیش کو ذکر الٰہی سے آپ تر رکھیں گے تو نمازیں بھی ذکر الٰہی سے تر رہیں گی، اگر اردگرد خشکی ہوگی تو بیرونی خشکی نمازوں میں سرایت کرنی شروع کر دے گی۔ جگہ جگہ سے اندر سڑکیں بنائے گی اور آہستہ آہستہ ایک آدھ جزیرہ شاید رہ جائے ذکر الٰہی کا باقی سب ذکر کے اوپر آپ کی روزمرہ کی زندگی کی خشکی غالب آجائے گی۔ اس لئے اس خطرے کو یاد رکھیں اور خصوصیت سے اجتماعات کے وقت ذکر الٰہی پر بہت زور دینا چاہئے۔

جلسہ کے تین دنوں کے لئے مہمانوں کے لئے مسجد فضل سے اسلام آباد کے لئے بغیر کسی خرچ کے ٹرانسپورٹ کا انتظام کیا گیا ہے، سواری کا انتظام کیا گیا ہے۔ صبح مہمانوں کو لندن سے اسلام آباد لے جانے اور شام کو واپس لانے کی سہولت مہیا کی گئی ہے۔ ہمارے یہاں کے ہنسلو کے پریذیڈنٹ عبداللطیف خان صاحب بڑے دیر سے ماشاء اللہ یہ انتظامات سنبھالے ہوئے ہیں اور نہایت ہی عمدگی سے سرانجام دے رہے ہیں، یہ اور ان کی ٹیم اللہ تعالیٰ ان کو بہترین جزا دے۔ آپ اس سے فائدہ اٹھانا چاہیں وہ یہاں صبح صبح پہنچ جایا کریں گے یہاں سے اکٹھے چلے جایا کریں گے اور پھر وہاں سے رات کو جلسے کے بعد اکٹھے کھانا کھا کے فارغ ہو کے یہاں آجایا کریں گے۔

کارکنوں کیلئے بھی میری نصیحت یہی ہے کہ بعض دفعہ مہمان ان سے بدخلقی سے پیش آتے ہیں یا ان کو پتا نہیں لگ رہا ہوتا یا غلطی کر رہے ہوتے ہیں اور جائز طور پر مہمان کو غصہ آجاتا ہے۔ وہ اپنے جذبات پر پوری طرح نظم وضبط کی زنجیروں پہنائے رکھیں، ان کو بے لگام نہ چھوڑ دیں اور ان کی طرف سے کوئی ایسی شکایت نہیں ہونی چاہئے خواہ کوئی ان سے کتنی ہی بدخلقی سے پیش آئے۔

شعبہ تربیت کو بہت زیادہ مستعد ہونے کی ضرورت ہے۔ گزشتہ سال جس طرح کہ ہمارے مرکز میں ہمیشہ سے شعبہ قائم ہے یہاں بھی تربیت کا شعبہ قائم کیا گیا تھا اور ان کو میں نے تاکید کی تھی خود سمجھایا تھا کہ ان ان چیزوں میں کمی دکھائی دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرا عمومی جائزہ یہی

ہے کہ گزشتہ سال بہت بہتر حالت رہی ہے اور کئی خامیاں جو اس سے پچھلے سالوں میں دکھائی دیتی تھیں وہ اس دفعہ نہیں تھیں لیکن ابھی بہت گنجائش ہے۔سب سے زیادہ مجھے فکر نماز باجماعت کے قیام کی ہے انگلستان کی جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخلاق کا معیار بڑھ رہا ہے، اخلاص کا معیار بڑھ رہا ہے اور نیک آواز پر لبیک کہنے کی عادت پیدا ہوتی جارہی ہے اور پھیلتی چلی جارہی ہے یہ عادت۔ جو لوگ پہلے تعاون نہیں کرتے تھے وہ خدا کے فضل سے بہت زیادہ تعاون کرنے لگ گئے ہیں۔اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ اگر تربیت کا نظام ان کو اپنی زندگی کے اس بنیادی فریضہ کی طرف متوجہ کرتا رہے گا یعنی نماز پڑھنی ہے تو جلسے میں ہمیں ایسی تربیت کا موقع مل جائے گا جو سارا سال یہاں کی جماعت کے کام آئے گی۔عموماً باہر سے آنے والے نماز کی زیادہ پابندی کرتے ہیں بنسبت مقامی دوستوں کے۔اس کی اور وجوہات بھی ہوں گی لیکن ایک وجہ یہ ہے کہ **کارکن سمجھتا ہے کہ میں چونکہ مصروف ہوں اور میں دینی کام کررہا ہوں۔اس لئے نماز اس کے نزدیک کوئی دوسرے تیسرے درجہ کی اہمیت اختیار کر جاتی ہے حالانکہ نماز ہمیشہ پہلے ہی رہتی ہے نماز دوسرے درجہ کی چیز نہیں بن سکتی۔نظام دوسرے درجہ کی چیز بن سکتا ہے۔**سوائے اس کے کہ بعض صورتوں میں جہاں قرآن کریم نے اصولاً ہدایت عطا فرمائی ہے کہ یہاں نظام ہی عبادت ہے اور عبادت کی ظاہری شکل کو ثانوی صورت دی جاتی ہے لیکن عبادت سے مستثنیٰ پھر بھی نہیں کیا گیا۔یہ مضمون لمبا ہے،اس کے متعلق میں پہلے بھی روشنی ڈال چکا ہوں۔ یہاں اس کو دھرانا نہیں چاہتا لیکن عبادت کا معیار بلند کرنے کی شدید ضرورت ہے۔اس لئے جو تربیت کا شعبہ ہے وہ خصوصیت سے اس بات کو پیش نظر رکھے کہ کوئی بھی وہاں کارکن ہو یا غیر کارکن بے نمازی نہ رہے اور اگر ممکن ہو کسی کے لئے تو باجماعت نماز پڑھے اگر ممکن نہیں ہے تو نظام جماعت اپنی اپنی جگہ باجماعت نماز کا زائد انتظام کروائے۔جس طرح لنگر خانے میں ربوہ میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہی کیا کرتے تھے کہ جو کارکن نماز کے وقت نماز باجماعت میں شامل نہیں ہو سکتے تھے ان کے لئے الگ باجماعت نماز کا انتظام ہوتا تھا۔اس سے یہ ایسے بچوں کی بھی تربیت ہو جاتی تھی جو پہلے ایسے عادی نہیں ہوتے تھے۔تو اس جلسے کے ان بابرکت ایام سے استفادہ کرتے ہوئے یہاں کا تربیتی نظام نماز باجماعت کے قیام کے سلسلہ میں خصوصیت سے حرکت میں آنا چاہئے اور بعض اور باتیں ہیں وہ انشاءاللہ میں کسی دوسرے موقع پر عرض کرونگا۔

جلسے کا انتظام بعض چیزیں خصوصیت سے جلسے کی خاطر بنا تا ہے اور وہ تقسیم کی جاتی ہیں مثلاً قادیان اور ربوہ میں ہم بالٹیاں سالن کیلئے اور بڑے کڑچھے وغیرہ یہ تقسیم کر دیا کرتے تھے تا کہ لوگ اپنے مہمانوں کے لئے استعمال کریں اور بعد میں واپس کر دیں۔ یہ جو واپسی والا حصہ ہے یہ تکلیف دہ ہے۔ بعض لوگ واپسی میں اپنی ذمہ داری ادا نہیں کرتے اور یہ کچھ قومی عادت بھی ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جو چیز ایک دفعہ آ گئی ہے ہمارے گھر میں ہے بس ٹھیک ہے کوئی بات نہیں اب اس کو کیا واپس کرنا ہے، جماعت کی چیز ہے اپنا گھر ہے۔ یہ جائز بات نہیں ہے۔ جماعت کی چیز امانت ہے آپ کے پاس اگر آپ کو تحفۃً دی جاتی ہے تو ٹھیک ہے شوق سے رکھیں لیکن جب تک امانت آپ کے پاس پڑی رہتی ہے آپ کو بے چین رہنا چاہئے۔ یہ روح پیدا کریں ورنہ آپ کے روزمرہ کے اخلاق میں بھی امانت کا معیار گر جائے گا۔ نظام جماعت میں اگر آپ امین نہیں بنیں گے تو باہر کہاں امین بن سکتے ہیں۔ میں نے ایک دفعہ جب جائزہ لیا گزشتہ سال کے تجارب کا تو بنگوی صاحب نے مجھے ایک بات بتائی جس سے بڑی تکلیف ہوئی کہ اس دفعہ ہمیں اتنے مزید ہیٹر خریدنے پڑیں گے میں نے کہا کہ کیوں؟ آپ نے پچھلے سال جو خریدے تھے کہ جی وہ تو اکثر دوستوں نے واپس ہی نہیں کئے کہیں اسلام آباد میں لوگوں کے پڑے ہوئے ہیں، کوئی کسی اور جگہ لے گیا ہے۔ یہ تو بڑی گندی مثال ہے بہت ہی مجھے تکلیف ہوئی اس بات سے۔ جماعت کی چیز ہے اس کو واپس کریں اگلے سال وہ کام آئے گی اور آپ کو شرم کیوں نہیں آتی روزمرہ دیکھتے ہیں اس کو اپنے گھروں میں استعمال کرتے ہیں یا نہیں کرتے اس سے بحث نہیں ہے۔ چیز پڑی ہوئی ہے آپ کی چھاتی کے اوپر بوجھ رہنا چاہئے جب تک امانت کسی کے پاس پڑی ہوئی ہے اس وقت تک شدید بوجھ انسان کے اوپر رہتا ہے ذہنی طور پر۔ یہ وہ نفسیاتی کمزوری ہے جو آگے معاشرے کو کئی قسم کی برائیوں سے بھر دیتی ہے اس کو معمولی نہ سمجھیں۔ جن لوگوں کے اوپر امانت کا بوجھ نہیں ہوتا ان کے اوپر قرضوں کا بھی بوجھ نہیں ہوتا اور وہی لوگ ہیں جو پھر قرضے بھی ادا نہیں کرتے۔ لے لیتے ہیں سمجھتے ہیں کوئی بات نہیں ہو گیا ایسے ایسے، پھر عجیب واقعات رونما ہوتے ہیں کہ ایسے لوگوں سے جب مانگی جائے چیز تو برا مناتے ہیں۔ قرض خواہ بیچارا اپنا دیا ہوا پیسہ واپس مانگتا ہے اور وہ غصہ مناتے ہیں یہ کیا مصیبت ڈالی ہوئی ہے اس نے۔ عذاب بنا ہوا ہے ہر وقت، کہہ دیا کہ نہیں تھے دے دیں گے دے دیں گے پھر آ کے کہتا ہے دے

دو۔اس کی چیز ہے تمہارا فرض ہے اس کو دے دو کیوں نہیں دیتے آخر۔بعض عاریۃً چیز مانگ لیتے ہیں اور واپس نہیں کرتے۔ مجھے بھی تجربہ ہے اس کا۔ پوچھا گیا کہ واپس کیوں نہیں کرتے آپ جی آپ کو کیا ضرورت ہے پڑی ہوئی ہے ہمارے پاس، ہم استعمال کر رہے ہیں۔ جس کی چیز ہے اس کو دو اس کو ضرورت ہو یا نہ ہو جہنم میں پھینکے۔ تمہیں اس سے کیا ہے۔ تمہارے پاس جب تک ہے تم غیر کی چیز پر قابض ہو، غاصب ہو اگر اس نیت سے رکھے ہوئے اور اگر غفلت کر رہے ہو تو پھر بے حسّی ہے۔ ایسی بے حسّی ہے جو تمہیں دوسری بیماریوں میں مبتلا کرے گی کیونکہ بے حسی کا مرض سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ یہ حسّ ہی ہے جو انسانی جسم کو مدافعت کے لئے آمادہ کرتی ہے، کئی قسم کے خطرات سے بچاتی ہے جہاں بے حسّی ہے وہاں سو قسم کی بیماریوں کو انسان دعوت دیتا ہے۔ تو انسانی معاشرے میں لین دین کی جو بیماریاں ہیں اس کا آغاز یہاں سے شروع ہوتا ہے، یاد رکھیں جو چیز امانت ہے جب تک آپ کے پاس ہے آپ کے اوپر بوجھ رہنی چاہئے اور جب وہ اتار دیں تو پھر آپ ہلکا پھلکا محسوس کریں یہ عادت آپ کو پڑ جائے تو آپ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ کبھی بھی معاشرے پر بوجھ نہیں بن سکتے۔

اور بھی چند باتیں بیان ہو سکتی ہیں وقت زیادہ ہو گیا ہے میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں عمومی طور پر جو باتیں ہیں وہ پیش کر دی ہیں۔ ایک صرف یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ انگلستان کی جماعت چونکہ قربانی یہاں نہیں دے سکتی اکثر صورتوں میں۔ اس لئے وہ قادیان یا ربوہ بھجوا دیتے ہیں قربانی۔ یعنی پیسے بھیج دیتے ہیں کہ وہاں قربانی کر دی جائے۔ جہاں تک قادیان کا تعلق ہے جو قادیان بھجواتے ہیں وہ بے شک بھیجتے رہیں لیکن ربوہ کو ایسی ضرورت نہیں ہے آپ کی قربانی بھجوانے کی۔ اس لئے جو دوست بھی قربانی دینا چاہتے ہیں اس دفعہ اور قادیان کے لئے وعدہ نہیں کر چکے۔ ان کو یہاں جلسے کے نظام کے سامنے قربانی کی رقم پیش کر دینی چاہئے کیونکہ عید ہمارے جلسے کے تیسرے دن آ رہی ہے تو انشاء اللہ یہاں قربانی اس رنگ میں نہیں ہو سکتی کہ آپ چھری پھیریں خود اور پھر اسی کا گوشت کھا کر افطار کریں اپنا صبح کا روزہ بلکہ بعض دفعہ دوسرے دن تک انتظار کرنا پڑتا ہے لیکن جو بھی قربانی آپ پیش کریں گے۔ سارے جلسے کے مہمان اور آپ خود بھی اس میں انشاء اللہ تعالیٰ شریک ہو جائیں گے اور یہ اجتماعی قربانی بن جائے گی۔ چالیس پونڈ انہوں نے تخمینہ لگایا ہے اخراجات کافی

قربانی۔ جو دوست بھی انگلستان کی جماعت کے قربانی دینے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ (ہدایت اللہ) بنگوی صاحب تک اپنی رقم پہنچادیں یا اپنے پریذیڈنٹ جماعت کو دے دیں۔

پاکستان سے یا دوسری جماعتوں سے جو دور دور سے دوست تشریف لا رہے ہیں ان کو میں نے نصیحت کی ہے کہ وہ بوجھ نہ بنیں وہ اپنی ذمہ داریوں کا خیال رکھیں لیکن جو آنے والے ہیں یہ عام مہمان نہیں بڑے معزز مہمان ہیں اور خالصۃً للہ آرہے ہیں اس لئے ان کے ساتھ دوہرا احسن سلوک کرنے کی کوشش کریں۔ عام فرائض عدل کی حد تک تو خدا کے فضل سے لازماً آپ ادا کرتے ہیں۔ احسان کی حد تک بھی ادا کرتے ہیں بعض صورتوں میں، ایتاء ذی القربیٰ کرنے کی بھی کوشش کریں جہاں تک آپ کے بس میں ہو کیونکہ یہاں آنے والے بعض ایسے آنے والے بھی ہیں جن کو کبھی انگلستان جانے کا وہم وگمان بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ خواب وخیال بھی نہیں تھا کہ ہم انگلستان جائیں گے۔ کوئی ارادہ کبھی دل میں نہیں تھا، کوئی خواہش نہیں تھی اور محض للہ اس لئے کہ خلیفہ وقت پاکستان سے یہاں آیا ہوا ہے اور یہاں موجود ہے اس وجہ سے وہ یہاں آتے ہیں۔ اس لئے ان کے للٰہی جذبات کا خیال رکھتے ہوئے ان کے جذبات کے تقدس کا خیال رکھتے ہوئے، ان سے حسن سلوک اور محبت کا معاملہ کریں۔ یہ آپ کے لئے عبادت ہوگی، یہ آپ کے لئے نیکی ہوگی۔ میں آپ کو دلچسپ بات سناتا ہوں گزشتہ سال کی اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ یہاں آنے والے کیسے کیسے لوگ ہیں۔ انگلستان کی سرزمین نے کبھی ایسے لوگوں کی ہوا بھی نہیں دیکھی تھی۔

ہمارے ایک لاہور کے بڑے ذمہ دار دوست ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ وہ بیٹھے ہوئے تھے اور ایک اور احمدی دوست بھی ساتھ تھے ان کے ویزہ آفس اسلام آباد میں۔ وہاں ایک دیہاتی خاتون آئیں بڑی عمر کی اور انہوں نے آکے ویزے کی درخواست کی ایک ترجمان بھی ساتھ بیٹھا ہوا تھا، وہ بیٹھے سن رہے تھے ان کی باتیں۔ تو اس نے کہا کہ بی بی! تم کس لئے جارہی ہو اس عمر میں وہاں کیا کرنا ہے۔ اس نے میرا ذکر کیا کہ جی ہمارے امام وہاں ہیں، جلسہ ہو رہا ہے، بڑی دیر ہوئی ہے دیکھے ہوئے میں نے تو ضرور جانا ہے اس دفعہ۔ خیر کچھ دیر ادھر اُدھر کی باتیں کرتا رہا ابھی ویزا لگانے ہی لگا تھا تو آخر میں پوچھا کہ بی بی تمہارا وہاں رشتہ دار بھی ہے کوئی۔ اس نے کہا ایک پتر ہے او تھے۔ اس نے کہا کہ پھر یہ کیوں نہیں کہتی کہ پتر نوں ملن جارہی آں۔ اس کا جو ردعمل تھا وہ سننے والا ہے۔ بے اختیار بولی

کہ درفٹے منہ! درفٹے منہ! توں کی گلاں کرنا ایں تیہ (۳۰) سال دا میرا پتر او تھے میں مڑ کے اس پاسے نہیں ویکھیا کدی۔ میرا امام جدوں دا گیا اودوں دا میرا دل بے قرار اے۔ وہ کہتے ہیں ہم سے آنسو برداشت کرنے مشکل ہو گئے۔ کیسے کیسے لوگ ہیں جو احمدیت نے پیدا کئے ہیں۔ ایسے مہمان بھی آپ کے پاس آئیں گے۔ جو دنیا کی تعلیم سے بے بہرہ ہوں گے، دنیا کے عام بول چال کے جو آپ کے تقاضے تہذیب کے ان سے بھی ناآشنا ہوں گے۔ دیہاتی لوگ سادہ لیکن آپ ان کو معمولی نہ سمجھیں۔ بہت سے ان میں سے ایسے ہیں جو گڈریوں کے لعل ہیں جو خدا کی نظر میں محبوب ہیں کیونکہ ان کا سفر خالصۃً للہ الف سے ی تک۔ ایسے بھی ہیں جو یہاں آئے اور مسجد میں ڈیرا ڈالا اور یہیں سے واپس چلے گئے کوئی مڑ کر ادھر اُدھر نہیں دیکھا کہ کوئی اور بھی دنیا یہاں بستی ہے یا نہیں بستی۔ اس لئے ان لوگوں سے حسن سلوک کریں، محبت اور پیار کریں، ان کے نخرے بھی برداشت کریں، ان سے اگر ان کی لاعلمی کے نتیجے میں کوئی تکلیف پہنچے تو محض للہ اسے معاف کریں۔ اللہ کرے کہ ہر لحاظ سے یہ جلسہ خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کو جذب کرنے کا موجب بنے۔ آمین۔